محترمہ دلشاد بیگم صاحبہ

تعلیمات اسلامی اور عالمی امن

دور حاضر کا سب سے بڑا مسئلہ بدامنی ، بے چینی اور انتشار ہے ۔ اس کی بنیادی وجہ تعلیمات اسلامی سے دوری ہے اور مادیت پرستی ہے ۔ اسی نے انسان کا ذہنی سکون اور دلی اطمینان غارت کردیا ہے ، جس کے نتیجے میں عملی بحران اور اخلاقی بے راہ روی پیدا ہوگئی ہے ۔ جب انسانی عقل مادیت کے دھارے بہتی ہوئی بہت دور نکل آئی ، تو آج انسان خود یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ علم وفن کی ترقی کے باوجود اور مادی سرد سامان کے ہوتے ہوئے بھی انسان کو سکون اور خوشی حاصل نہیں ہوئی دراصل یہ کہ انسان جتنا مادی علوم وفنون کی ترقی میں آگے بڑھتا گیا وہ اسلامی تعلیمات سے دور ہوتا گیا ۔ اس کا انسان شعور اور ادراک ترقی پذیر نہیں ہوا ۔ بقول پروفیسر جوڈ کے " انسان نے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنا اور مچھلیوں کی طرح سمندر میں تیرنا تو سیکھ لیا لیکن اسے انسانوں کی طرح زمین پر رہنا اور چلنا نہیں آیا ۔ (۱) ۔ زمین ہر سال اربوں ٹن غلہ اگلتی ہے ، مگر اسکے باوجود نوع انسانی بھوک کا شکار ہے ۔ بحرو بر اور شمس قمر مسخر ہیں ، لیکن پھر بھی انسان کو اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا ۔ انسان قتل وغارت گری سے نجات چاہتا ہے ، لیکن اس کے باوجود ہر وقت اپنی ہی بنائی ہوئی مشینوں سے خود اپنے ہاتھوں کروڑوں افراد انسانی کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے ۔ گویا انسان اپنے آپکو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہوچکا ہے ۔ ہر طرف بدامنی پھیلی ہوئی ہے ۔ انسانیت دم توڑ چکی ہے ۔ نسلی انسانی امن کیلئے ترس رہی ہے ۔ ہر طرف امن امن کی پکار ہے لیکن امن کے دیوتا خود امن کے دشمن بنے بیٹھے ہیں ۔ انسانیت کا لبادہ اوڑھکر درندہ صفت انسان انسانیت کی تباہی پر تلے ہوئے ہیں ۔ امن کا علم بلند کرنے والے اپنے سیاہ کرتوتوں کے باعث نسلی انسانی کو تباہی کے دہانے پر لے جاچکے ہیں ۔ عالمی امن تباہ ہوچکا ہے ۔ باہمی اعتماد اٹھ گیا ہے ۔ خود غرضی ، لالچ ، حرص وطمع اور نفس پرستی کے امراض اب ساری انسانیت کے ناسور بن چکے ہیں ۔ نسل کشی میں برابر اضافہ ہوتا جارہا ہے ۔ برائی کی قوتیں غلبہ پا رہی ہیں ۔ مذہبی اور قومی تعصب کی بنا پر غالب اقوام مغلوب اقوام کو کچل رہی ہیں ۔ اقوام متحدہ جو برائے نام امن قائم کرنے والا ادارہ بن کر رہ گیا ہے ۔ وہ بے دست وپا اور مفلوج بن کر رہ گیا ہے ۔ بڑی اور طاقتور اقوام کے اشاروں پر ناچتا ہے اور امن کے قیام میں ناکام ہوگیا ہے ۔ ان حالات میں سب سے زیادہ نقصان عالم اسلام کا ہوا ہے ۔ جہاں جہاں مسلمان اقوام کمزور ہیں ، ان کو کچلا جارہا ہے ۔

فلسطین جہاں زبردستی اسرائیلی حکومت قائم کردی گئی ہے۔ مقبوضہ کشمیر جن پر مظالم کی انتہا کردی گئی ہے۔ اور ہندوؤں کے ہاتھوں ان کی جان ومال اور آبرو کوئی چیز محفوظ نہیں اور ان کو کسی قسم کی آزادی حاصل نہیں حتیٰ کہ مسجد میں نماز پڑھنے تک ہندو سامراج ان کو منع کرتی ہے۔ روس نے چیچنیا کے مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کردی ہے۔ اس سے پہلے وہ افغانستان پر بے تحاشا مظالم ڈھا چکا ہے۔ جس کی وجہ سے بالآخر مجبور ہوکر افغانیوں کو ملک کی سرحد پارکرنا پڑی اور پاکستان میں پناہ گزین ہوگئے۔ اور آج بھی تقریباً ۴۰ لاکھ افغان مہاجر پاکستان میں مقیم ہیں اور پناہ لئے ہوئے ہیں۔ ان کو بے گھر کرنے والا ایک ظالم طاقتور لادین ملک روس تھا۔ اسی طرح بوسنیا میں چند سالوں سے جو مظالم مسلمانوں پر کئے جارہے ہیں۔ ان کا خون پانی کی طرح بہایا گیا، ان کا قتل عام کیا گیا حتیٰ کہ عورتوں کی عصمتیں لوٹی گئیں اور بچوں تک کو قتل کیا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ لاوارث، یتیم بچوں کو دوسرے ممالک میں پناہ لینے اور ماں باپ کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ سب آخر کیوں ہوا؟ اس لئے کہ مسلمان کمزور تھے اور ان کی کمزوری کی وجہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا نہ ہونا ہے۔

اسلام ایک ایسا مضبوط نظام پیش کرتا ہے جو عالمی امن کا ذریعہ بن سکتا ہے جو تاریخ میں ان حالات سے جنگ کرچکا ہے۔ دورحاضر کی سب سے بڑی ضرورت ایک فوق الطبعی ایمان کا احیاء ہے۔ وہ فوق الطبعی ایمان ہمیں صرف اسلام فراہم کرتا ہے۔ یہ دور سائنس اور علم وفن کا دور ہے۔ کوئی ایسا مذہب نہیں چل سکتا جو اوہام اور خرافات کا مجموعہ ہو، محض "پرائیوٹ" بن کر رہنے پر اکتفا کرے۔ عقل وخرد کے خلاف ہو اور تعصب وعناد کی پیداوار ہو۔ مغرب نے جس مذہب عیسائیت سے گلوخلاصی کرائی تھی وہ اسی قسم کا غیر علمی اور غیر عملی "پرائیوٹ" مذہب ہے۔ یہ انسان کے مسائل کو حل نہیں کرسکتا۔ اسی مذہب کے خلاف اشتراکیت نے بغاوت کی تھی اور اسے سرمایہ داروں کا آلہ کار لوٹ گھسوٹ کا ذریعہ لوگوں کو سلانے کی افیون اور غیر سائنٹیفک ٹھہرایا تھا۔ اس کے علاوہ دوسرے تمام مذاہب اور ادیان صرف ایک خاص قوم اور خاص وقت کیلئے نازل کئے گئے تھے۔ ان کی تعلیمات صرف انہی اقوام کیلئے تھیں جن پر وہ نازل کئے گئے۔ (مثلاً موسیٰؑ کی آخری کتاب استشناء میں بیان ہے کہ موسیٰؑ نے ہم کو وہ شریعت عطا فرمائی جو کہ حضرت یعقوبؑ کی میراث ہے) اس فقرے نے شریعت تورات کا خاص اسرائیلوں ہونا ظاہر کردیا ہے۔ اگر یہ فقرہ نہ ہوتا تو کوئی مدعی یہ کہہ سکتا تھا کہ شریعت تورات سب دنیا کیلئے ہے۔ انجیل متی میں ذکر ہے کہ جب مسیح علیہ السلام نے اپنے بارہ شاگردوں کو تبلیغ کیلئے روانہ کیا تو فرمایا:

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا" (۲)۔ گویا حضرت عیسیٰؑ

کی تعلیمات بھی صرف اور صرف بنی اسرائیل ہی کیلئے تھیں ۔ ہندومذہب میں بھی تحصیل علم وفضل اور قرات وید کا کام صرف برہمن ہی کے ساتھ مخصوص ہے ۔ لیکن اسلام کا معاملہ سب سے جدا ہے ۔ اسلام دین فطرت ہے اور اسلامی کی دعوت دعوت عامہ ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں کے تمام انسانوں کیلئے نبی بن کر آئے ہیں ۔ قرآن حکیم کی سورۃ اعراف میں خود پرودگار لم یزل گواہی دیتا ہے کہ " قل یایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السموت والارض " (۴) ۔ ترجمہ :۔ اے نبی کہہ دیجئے کہ اے انسانوں ! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں اس آیات میں مسلمانوں یا مومنوں یا کسی خاص گروہ کو مخاطب نہیں کیا گیا بلکہ براہ راست " نسل انسان " یعنی ہر طبقے اور ہر وقت کے انسان کو مخاطب کیا گیا ہے ۔ اسی طرح قرآن پاک ہی میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے : " وما ارسلنک الا کافۃ للناس " (۵) ترجمہ :۔ ہم نے تجھے جملہ نوع انسانی کیلئے بھیجا ہے " یعنی اسلام کا پیغام کل عالم کے انسانوں کیلئے اور قیامت تک کے کل زمانوں کیلئے ہے ۔ اسلام ایک مکمل دین ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے ۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے کی رہنمائی کرتا ہے اور ہر عمر میں اصلاح کرتا ہے ۔ چاہے جوانی ہو یا پیری ، امیری یا غریبی ، امن وجنگ ، امید دترنگ ، رنج وراحت ، حزن ومسرت کے ہر درجے پر پایہ اور ہر مقام پر لا تفریق ہر انسان کی رہبری کرتا ہے ۔ جس کی تعلیمات نے درندوں کو انسان بنایا ۔ رہزنوں کو جہاں بانی اور غلاموں کو سلطانی سکھائی ۔ اگر اسلام کے خلاف لوگوں کے تعصب کو دور کیا جاسکے اور دنیا والوں کو اس کے آزاد اور غیر جانبدارانہ مطالبہ کی دعوت دی جاسکے تو یقیناً اسلام ہی وہ دین ہے جو عقل وفرد کو سکون بخشتا ہے ۔ جس کے پاس دلوں کا اطمینان ہے ۔ " الا بذکر اللہ تطمئن القلوب " (۶) جو علمی اور عملی ضابطہ حیات ہے ۔ " ان الدین عنداللہ الاسلام " (۷) جس میں روح کے ساتھ جسم اور مادہ کے تقاضوں کا جواب بھی موجود ہے ۔ " اتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاخرۃ حسنۃ " (۸) جس کے پاس ایک متوازن اور عادلانہ سیاسی ، معاشی ، معاشرتی اور روحانی ، اخلاقی نظام موجود ہے ۔ وہ عرب جو اسلام سے پہلے معمولی معمولی باتوں پر لمبی لمبی لڑائیاں لڑتے تھے ، اسلام لانے کے بعد تمام نفرتیں اور کدورتیں ختم کرکے شیروشکر ہوگئے ۔ بقول شاعر حالی کے :

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا　　کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا　(۹)
لب جو کہیں آنے پہ جھگڑا　　کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تلوار ان میں

یہ تمام بدامنی اسلام کے بعد ختم ہوگی۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے:
"اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم" (۱۰) (جب تم دشمن تھے ہم نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی)، یعنی تم دشمن تھے ہم نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔ یہ سب اسلامی تعلیمات کی بدولت ممکن ہوا۔ اسلام نے انسان کو رسوم کی زنجیروں، اندھی تقلید کی بیڑیوں اور جہالت کی ہتھکڑیوں سے آزاد کیا۔ انسان کی انسان کیلئے بندگی اور غلامی کی نفی کردی گئی۔ عبدیّت اور عبادت صرف ایک خالق کیلئے خاص کر دی گئی اور انسانوں کو غیروں کی غلامی سے پوری طرح آزاد کردیا۔
پس اسلام وہ اخلاقی مرکزیت، روحانی بنیاد اور ذہنی وقلبی سکون کا مقام مہیا کرتا ہے۔ جو انسان کو فرداًو جماعۃً ہر قسم کے انتشار سے بچاتا ہے۔ وہ انسان کی اس کائنات میں اصل حیثیت متعین کردیتا ہے۔ کہ وہ خدا کا نائب ہے۔ نہ تو خدا ہے اور نہ کسی اور کا بندہ۔ "انی جاعل فی الارض خلیفۃ" (البقرہ) (۱۱) (بے شک میں نے انسان کو زمین پر اپنا نائب بنایا)۔ وہ کہتا ہے کہ کائنات انسان کے لئے بنائی گئی ہے۔ مگر اسے ہر چیز کو اپنے مالک وخالق کے حکم واذن سے برتنا چاہئیے۔ "خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (۱۲)" ان الحکم الا اللّٰہ امر ان الا لا تعبدو الا ایاہ" (۱۳) (دنیا مقصود بالذات نہیں۔ ایک عارضی ٹھکانہ ہے۔ آخرت میں حساب وکتاب، جز وسزا ہوگی۔ انسان ہر عمل وفعل کیلئے جواب دہ ہے)۔ "ولتسئلن یو میذ عن النعیم" (۱۴)۔ انہی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی بدولت تاریکی میں ڈوبا ہوا عرب روشنی کا منارہ بن گیا۔ جب زمانہ جاہلیت اسلام کی بدولت زمانہ عروج میں بدل گیا تو یقیناً ہمارا موجودہ زمانہ مصائب اسلامی تعلیمات کی پیروی کی بدولت زمانہ امن وآشتی میں بدل سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرکے ہی ہم عالمی مسائل کو حل کرسکتے ہیں۔ جدید جاہلیت کا بدترین مسئلہ قوم پرستی ہے۔ جب دین کو دنیا سے الگ کرکے اپنی عملی نظام زندگی سے خدا کو خارج کردیا گیا تو اب ایک اور مرکزی بنیاد کی ضرورت پیش آئی جس پر سیاست معاشرت اور اخلاق ومعیشت کی تعمیر کی جاسکے۔ اس کے ہاں وہ بنیاد قوم پرستی قرار دی گئی۔ تہذیب جدید نے اس بنیاد کو بھی قدیم یونانی اور رومی تہذیبوں سے اخذ کیا تھا۔ اپنے وطن سے تعلق خاطر اپنے اعزہ وقرباء سے پیار اپنی زبان سے محبت ایک فطرتی جذبہ ہے اور اس میں بڑی معاشرتی مصلحتیں رکھی گئیں ہیں، لیکن "قوم پرستی" کا جنون جو موجودہ تہذیب نے پیدا کیا یہ قوم وملت سے پیار اور زبان وطن سے محبت کی فطری اور سادہ شکل سے ایک بالکل مختلف چیز ہے۔ جاہلیت جدیدہ نے قوم و وطن اور زمین ونسل ورنگ کو معبود کا درجہ دے دیا۔ اب اس کی پہلی فطری اور سادہ شکل بدل گئی۔ اب یہ نفرت وحقارت کا ایک خون خوار دیوتا بن کر نمودار ہوا۔ خدائے واحد کے سوا ہر معبود ہی خود ساختہ اور باطل ہے، لیکن جدید دور کے اس بے رحم معبود

نے جس قدر قربانیاں مانگی ہیں، جتنا خون اس کی نذر کیا گیا ہے، عزت وناموس کو جس قدر اس کی راہ میں برباد کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بقول اقبالؒ تہذیب کے آزاد کا تراشا ہوا یہ ختم بڑا ہی منہ زور بڑا ہی ظالم وستمگر اور بڑا ہی متکبر ومغرور ثابت ہوا ہے۔ ؎

تہذیب کے آذر نے ترشوائے صنم اور مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے (۱۵)

دور جدید کا یہ سنگ دل دیوتا، فتنہ وفساد کا سب سے بڑا منبع ثابت ہوا۔ دو مہیب اور مہلک جنگیں اس کی قربان گاہ پر انسانی جان ومال اور عزت وناموس کی جو بھینٹ چڑھا چکی ہیں، اس کی مثال ساری انسانی تاریخ میں نہیں ملتیں۔ اس کے نام پر بڑی بڑی ناانصافیاں بدعہدیاں اور بددیانتیاں کی گئی ہیں۔ اس خون خوار معبود نے انسانیت کے شریف اور لطیف جذبات کو کچل کر انسانوں کو وحشی درندے بنا دیا ہے۔ نفرت وحقارت کا سیلاب امنڈ آیا ہے۔ گورے کالوں پر اور مغربی مشرق والوں پر پل پڑے ہیں۔ اس جذبہ قوم پرستی کی تہہ میں رنگ ونسل کا بھیمانہ تعصب کار فرما ہے۔ یہی سبب ہے کہ مغرب والوں نے افریقہ، امریکہ اور مشرقی ممالک کے رنگدار لوگوں کو یسوع مسیح علیہ السلام کا پیغام محبت دے کر عیسائی تو بنالیا مگر ان سے بدستور نفرت ہی کرتے رہے۔ دراصل مغرب والوں نے مفتوح قوموں کو انسان نہیں سمجھا۔ اس سلسلے میں ان کی عدامت وبغض کا خصوصی نشانہ مسلمان بنے ہیں۔ کیونکہ اہل مغرب کو اول روز ہی سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ازلی ابدی بید رہا ہے۔ جبکہ اسلام میں کسی کو کسی پر کوئی برتری یا فوقیت حاصل نہیں۔

" ان اکرمکم عنداللہ اتقکم " (۱۶) (یعنی تم میں اللہ کے نزدیک معزز ترین وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے)۔ اسلام میں یہودیوں کی طرح خاص نسل کو ہی اللہ کی برگزیدہ قوم کے لقب سے مخصوص نہیں کیا گیا نہ ہی ہندوؤں کی برہمن اور راجپوت جیسی اقوام کو سب سے اعلیٰ وبرتر قرار دیا گیا۔ عیسائیوں کی

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: " لا فضل لعربی علی عجمی الا بالتقوی ولا فضل لعجمی علی عربی راہ بالتقوی " (اطبرانی) (۱۷) کی طرح اپنے سوا باقی سب پر رحمت وفضیلت کے دروازے بند نہیں کیے گئے، بلکہ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں یہ فرمایا کہ " عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں "۔ تمام ظاہری حسب ونسب کے بت پاش پاش کردیئے گئے۔ حدیہ کے حقوق انسانی کی حفاظت کرتے ہوئے تمام انسانوں کو برابری کا درجہ دیا گیا۔ اسلام ہر شخص کو مذہبی آزادی عطا کرتا ہے۔ تیسویں پارے میں سورۃ کفرون میں آتا ہے۔ " لکم دینکم ولی دین "

(تمھارے لئے تمھارا دین اور میرے لیے میرا دین (۱۸) ۔ اسی طرح اسلام مذہبی تعصب کا پرچار کرنے سے سختی سے منع کرتا ہے ۔ قرآن کریم میں آتا ہے : " الا اکراۃ فی الدین قد تبین الرشد من الغی " (۱۹) (دین میں ـــ واکراہ نہیں اور ہدایت گمرائی سے واضح کردی گئی ہے)۔ اسی طرح اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ کسی قوم سے مخالفت کا ہونا تمھیں انصاف نہ کرنے کی طرف نہ کھینچ لے جائے ۔ انصاف ہی کرو ، یہی خداشناسی سے قریب تر ہے ۔ " ولا یجر منکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلو " (۲۰) اسی لئے اسلام میں مجاہدین کو یہ حکم ہے کہ وہ دوران جہاد یا فتح پانے کے بعد مغلوب اقوام کے بوڑھے ، بچے ، عورت حتیٰ کہ جانور اور درخت کو نقصان نہ پہنچائیں اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے اس میں اور تو اور غیر مسلموں کے حقوق کا بھی تحفظ کیا گیا ہے ۔ جبکہ آج دنیا کے ہر معاشرے میں انسانیت کو کچلا جارہا ہے ۔ کشمیر ، فلسطین ، قبرص ، بوسنیا اور دوسرے بہت سے علاقوں میں انسانی سروں کی فصل کاٹی جارہی ہے ۔ آج دنیا کی ظالم اقوام جب کسی مفتوح علاقے میں داخل ہوتی تو ان کے مظالم بیان کرتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی ہے اور روح کانپ جاتی ہے ۔ اقلیتوں سے برتا جانے والا سلوک ، جنوبی افریقہ اور امریکہ میں پایا جانے والا نسلی امتیاز دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کا غیر محفوظ ہوتا ہے ۔ بے تحاشا انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل صرف اور صرف اسلامی تعلیمات میں مضمر ہے ۔

آج عالمی امن کیوں مفقود نہ ہو کہ بوسنیا کے مہاجرین کے سنبھالنے کی ذمہ داری کو ایک طاقتور اپنے سر نہیں لیتا بلکہ جانوروں کی طرح بندربانٹ عمل میں لائی گئی ہے ۔ جبکہ آج سے فقط ڈیڑھ سو صدی قبل ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مہاجرین کا مدینہ میں بسنے والے انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کرکے اقوام عالم کو ایک دوسرے کی مشکلات میں کام آنے کا سلیقہ سکھا دیا ۔ آج عالمی امن کیسے ممکن ہے جبکہ جتنی سلوک فاتح اقوام کا شیوہ بن چکا ہے جبکہ اسلام عفوہ درگزر کا درس دیتا ہے اور مفتوح و مغلوب اقوام سے رحمدلی کا درس دیتا ہے ۔ جسکی مثال ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر قائم کی اور اپنے سب سے بڑے دشمن ابوسفیان کے گھر کو دارالامان کا درجہ دیکر ہر فاتح قوم کو رحمدلی کا سبق سکھا دیا ۔ آج بے رحمی انسان کا شعار بن گیا ہے اور ہوس ملک گیری نے عالمی امن کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا ہے ۔ جنگ کے دوران ایک دوسرے کے ممالک پر پھینکا جانے والا ہزاروں ٹن بارود وہ تباہی لاتا ہے جو تاریخ میں چنگیزخان یا ہلاکوخان سے بھی منسوب نہیں جبکہ اسلام کا حکم انتہائی صورت میں اور فتنہ کے سدباب کیلئے دیتا ہے اور ساتھ ہی کمزوروں پر رحم کا حکم دیتا ہے ۔ اسی لئے مسلمان مجاہد عورت ، بچے ، بوڑھے اور مذہبی رہنماؤں پر حملہ نہیں کرتا بلکہ صرف ان لوگوں سے

جہاد کر ... مدمقابل ہوتے ہیں اور جنگ کیلئے تیار ہوتے ہیں ۔ آج بھی اگر اقوام عالم اسلامی اصولوں پر کاربند ہوجائیں تو یہ تباہی، بربادی اور خون ریزی بند ہوسکتی ہے ۔ آج عالمی امن کے فقدان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حقوق انسانی کا علمبردار ادارہ " اقوام متحدہ" میں بھی جنگل کا قانون نافذ ہے ۔ جس کے تحت پانچ بڑے ممالک کو حق تنسیخ حاصل ہے ۔ وہ دنیا کے جس کونے میں جو کرنا چاہیں کریں انہیں پوچھنے والا کوئی نہ ہو ۔ جبکہ مذہب اسلام میں کوئی یہودی ہو یا عیسائی کافر ہو یا مسلمان ہر زمانے میں اسلامی حکومت کے تحت ان کو انصاف ملتا رہا ہے ۔ تاریخ شاھد ہے کہ کسی غیر مذہب والے کیساتھ اس لئے نا انصافی نہیں کی گئی کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ اسلام کے قانون میں ہر مجرم چاہے وہ حاکم وقت کی اولاد کیوں نہ ہو اس کو سزا ضرور ملی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماکر کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کٹوا دیتا (۲۱) ۔ اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ یہودی مذہب اس لئے بدنام ہوا کہ قانون کی نظر میں امیر اور غریب برابر نہ تھا اور اس طرح معاشرتی انصاف قائم نہیں ہوسکتا ۔ اسلامی قانون میں سب لوگ جرم وسزا میں برابر ہیں اور یہی اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے ۔ آج بھی اگر اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور صحیح اسلامی روح قائم کی جائے تو یہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے ۔ تمام دنیا میں امن اور خوشحالی کا دور دورہ آسکتا ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

حواشی ومصادر

(۱) اسلام اور اہل کتاب (انگریزی) مریم جمیلہ (۲) کتاب استثناء ۵:۴۴ خروج ۲۰ : ۴ تا ۱۷ (۳) انجیل متی باب ۱۰، آیات ۳۵-۴۵ (۴) سورۃ اعراف آیۃ ۱۵۸، (۵) سورۃ سبا ۳۴ آیۃ ۲۸ (۶) سورۃ الرعد ۱۳ آیۃ ۲۸ (۷) سورۃ آل عمران آیۃ ۱۹ (۸) سورۃ البقرہ آیۃ ۲۰۱ (۹) مسدس حالی (الطاف حسین حالی) تاج کمپنی لمٹیڈ لاہور سنہ ۱۳۰۳ھ دوسرا ایڈیشن صفحہ نمبر ۱۴ (۱۰) سورۃ آل عمران آیۃ ۱۰۳ (۱۱) سورۃ البقرہ آیۃ ۳۰ (۱۲) سورۃ البقرہ آیۃ ۲۹ (۱۳) سورۃ یوسف آیۃ ۴۰ (۱۴) سورۃ التکاثر آیۃ ۸ (۱۵) اقتباس علامہ اقبالؒ علمی کتب خانہ ۱۹۸۳ء تیسرا ایڈیشن صفحہ نمبر ۴۲۵ ۔ ۴۲۴ (۱۶) سورۃ الحجرات آیۃ ۱۳ (۱۷) احزجہ المسند امام احمد بن حنبل ۵ : ۴۱۱ (۱۸) سورۃ الکفرون آیۃ ۶ (۱۹) سورۃ البقرہ آیۃ ۲۵۶ (۲۰) سورۃ المائدہ آیۃ ۸ (۲۱) احزجہ بخاری فی کتاب الانبیاء باب حدیث الغار الرقم ۳۲۸۸/۳.